جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الانعام

(۵)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، قُلْ: لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ، قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا، وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ: اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ، وَكَذَّبْتُمْ

(اے پیغمبر)، کہہ دو[۶۸] کہ مجھے تو اُن کی عبادت سے روکا گیا ہے جنھیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو۔[۶۹] کہہ دو: میں تمھاری خواہشوں کے پیچھے نہیں چل سکتا۔[۷۰] اگر میں نے ایسا کیا تو گمراہی میں پڑا اور راستہ پانے والوں میں سے نہیں رہا۔ کہہ دو: میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل[۷۱] پر ہوں اور تم نے

۶۸؎ یہ لفظ اس آیت میں بھی ہے اور آگے کی آیتوں میں بھی بار بار آیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں اُن شبہات و اعتراضات کے جواب میں کہی گئی ہیں جو مخاطبین کی طرف سے پیش کیے جا رہے تھے۔

۶۹؎ یعنی دعا و استرحام کے لیے پکارتے ہو۔ یہ اُسی بات کو منفی پہلو سے دہرایا ہے جو پیچھے بیان ہوئی ہے کہ خدا کی شہادت جو قرآن کی صورت میں مجھ پر نازل ہوئی ہے، وہ تو یہی ہے کہ زمین و آسمان کا پروردگار وحدہ لاشریک ہے۔

۷۰؎ اصل میں لفظ 'اَهْوَآء' آیا ہے۔ اِس سے مراد مشرکانہ بدعات ہیں۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''...'اَهْوَآء' کے لفظ سے تعبیر کر کے قرآن نے اِن کے بے بنیاد ہونے کو واضح فرمایا ہے کہ اِن کے شریک خدا ہونے کی کوئی شہادت نہ تو عقل و فطرت کے اندر موجود ہے، نہ خدا کے کلام و الہام میں، محض اپنے جی سے تم نے یہ چیزیں

بِہٖ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِہٖ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ یَقُصُّ الْحَقَّ وَھُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ: لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِہٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۸﴾ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ، وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا، وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾

اُسے جھٹلا دیا ہے۔[2] تم جس چیز کے لیے جلدی مچائے ہوئے ہو، وہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اُس کا فیصلہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ وہی حق کو واضح فرمائے گا اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ کہہ دو کہ جس چیز کے لیے تم جلدی مچائے ہوئے ہو، اگر وہ میرے ہاتھ میں ہوتی تو میرے اور تمھارے درمیان اِس معاملے کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ (یہ معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے) اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔ غیب کی کنجیاں[3] اُسی کے پاس ہیں، اُنھیں اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بحر و بر میں جو کچھ ہے، اُس کے علم میں ہے۔ درخت سے کوئی ایسا پتا اور زمین کی تہوں میں کوئی ایسا دانہ بھی نہیں گرتا اور نہ کوئی

گھڑی ہیں اور چونکہ اِن کی موہوم شفاعت کی امید نے تمھیں ایمان و عمل اور فکر آخرت کی تمام ذمہ داریوں سے فارغ کر دیا ہے، اس وجہ سے یہ تمھارے نفس کو بہت پسند ہیں۔ بہرحال تمھیں پسند ہیں تو ہوں، لیکن حقیقت اور خواہش میں بڑا فرق ہے۔ میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں حقیقت کو نظر انداز کر کے تمھاری جھوٹی آرزوؤں، باطل خواہشوں اور بے سند بدعات کی پیروی کروں۔'' (تدبر قرآن ۳/ ۶۶)

۱؎ یعنی قرآن مجید جو توحید کی حقیقت کو ہر لحاظ سے واضح کر دیتا ہے۔

۲؎ اصل الفاظ ہیں: 'وَکَذَّبْتُمْ بِہٖ'۔ اِن میں ضمیر کا مرجع لفظ 'بَیِّنَۃ' ہے جس کا ترجمہ ہم نے روشن دلیل کے الفاظ سے کیا ہے۔ اِس کے لیے ضمیر مونث آنی چاہیے تھی، لیکن یہ لفظ کے بجائے مفہوم و مصداق کے لحاظ سے آ گئی ہے۔ اِس کا فائدہ یہ ہے کہ اِس سے قرآن کا ایک قطعی حجت اور واضح شہادت ہونا بھی واضح ہوا اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ 'بَیِّنَۃ' سے مراد قرآن ہی ہے۔

۳؎ یعنی وہ کنجیاں جن سے تمام غیب کے دروازے کھل جائیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْهِ
لِیُقْضٰٓی اَجَلٌ مُّسَمًّی، ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُکُمْ، ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَهُوَ
الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْکُمْ حَفَظَةً حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ
تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا، وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ، اَلَا لَهُ
الْحُکْمُ، وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ ﴿۶۲﴾

خشک وتر ایسا ہے جسے وہ نہ جانتا ہو۔ یہ سب (اُس کے ہاں) ایک کھلی کتاب میں درج ہے۔[۴] ۵۶-۵۹

وہی ہے جو رات میں تمھاری روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو کچھ دن میں کرتے ہو، اُسے بھی جانتا ہے۔ پھر اُسی میں تمھیں اٹھا کھڑا کرتا ہے تاکہ زندگی کی مقرر مدت پوری کی جائے۔ آخر کار تمھیں اُسی کی طرف لوٹنا ہے، پھر وہ تمھیں بتا دے گا جو کچھ کرتے رہے ہو۔ وہ اپنے بندوں پر پوری طرح حاوی ہے اور تم پر (اپنے) نگران مقرر رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ہی اُس کی روح قبض کرتے ہیں اور (اِس کام میں) کبھی کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر سب کے سب اپنے حقیقی مولا کی طرف لوٹا دیے جاتے ہیں۔ سنو، فیصلے کا سارا اختیار اُسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ بہت تیزی کے ساتھ حساب چکانے والا ہے۔[۵] ۶۰-۶۲

۴؎ اوپر والے مضمون کی تقریب سے یہ علم الٰہی کی وسعت اور اُس کے احاطہ کو بیان فرمایا ہے جس سے ضمناً یہ بات بھی واضح ہوگئی ہے کہ خدا صرف کلیات ہی کا نہیں، بلکہ جزئیات کا بھی عالم ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ''...اللہ تعالیٰ کے علم کی اِس وسعت کا اعتقاد ہی ہے جو اہل ایمان کے اندر کامل تفویض، کامل اعتماد اور کامل رضا بالقضا کا حوصلہ پیدا کرتا ہے۔ اِس میں معمولی غلط فہمی بھی شرک کی راہیں کھول دیتی ہے۔ یہی چیز آخرت پر سچے اور پکے ایمان کی بنیاد ہے اور اسی کے صحیح تصور و تذکر سے انسان کے اندر وہ خشیت بھی پیدا ہوتی ہے جو زندگی میں اُس کو صحیح روش اختیار کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔'' (تدبر قرآن ۳/ ۶۸)

۵؎ بعث ونشر اور جزا وسزا کے بارے میں لوگوں کے مغالطے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ علم الٰہی کا صحیح تصور نہیں رکھتے۔ اوپر کی آیتوں میں اُس کی وضاحت فرمائی تو موقع پیدا ہوگیا کہ موت کے بعد زندگی اور حساب کتاب کی

قُلۡ مَنۡ یُّنَجِّیۡکُمۡ مِّنۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ تَدۡعُوۡنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفۡیَةً لَئِنۡ
اَنۡجٰنَا مِنۡ هٰذِهٖ لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیۡنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ: اللّٰهُ یُنَجِّیۡکُمۡ مِّنۡهَا وَمِنۡ
کُلِّ کَرۡبٍ، ثُمَّ اَنۡتُمۡ تُشۡرِکُوۡنَ ﴿۶۴﴾ قُلۡ: هُوَ الۡقَادِرُ عَلٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَ عَلَیۡکُمۡ
عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ اَوۡ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِکُمۡ اَوۡ یَلۡبِسَکُمۡ شِیَعًا وَّیُذِیۡقَ بَعۡضَکُمۡ
بَاۡسَ بَعۡضٍ، اُنۡظُرۡ کَیۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّهُمۡ یَفۡقَهُوۡنَ ﴿۶۵﴾

اِن سے پوچھو کہ بحر و بر (میں آفات و مصائب) کی تاریکیوں سے کون تمھیں بچاتا ہے، جبکہ تم گڑگڑا کر اور چپکے چپکے اُسے پکار رہے ہوتے ہو[6] کہ اگر اُس نے اِس مصیبت سے ہمیں بچا لیا تو ہم اُس کے شکرگزار بندے بن کر رہیں گے؟ کہہ دو: اِس سے اور ہر مصیبت سے اللہ ہی تمھیں نجات دیتا ہے، لیکن اِس کے بعد پھر شرک کرنے لگتے ہو[7]۔ کہہ دو: وہ پوری قدرت رکھتا ہے کہ تم پر تمھارے اوپر سے کوئی عذاب بھیج دے یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے برپا کر دے یا تمھیں گروہ در گروہ کر کے گتھم گتھا کرے اور ایک دوسرے کی طاقت کا مزہ چکھا دے۔ دیکھو، کس طرح ہم اپنی آیتیں مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں تاکہ وہ سمجھ لیں۔ ۶۳-۶۵

یاددہانی کر دی جائے۔ اِس کے لیے اُس تمثیلی مشاہدے کا حوالہ دیا ہے جو ہم میں سے ہر شخص کو ہر روز کرایا جا رہا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ”...قرآن نے یہاں ہر شب میں سونے کو ’وفات‘ سے اور ہر صبح کے اٹھنے کو ’بعث‘ سے تعبیر کر کے توجہ دلائی ہے کہ مرنا اور اٹھنا تو ہر روز ہو رہا ہے، جس طرح تمھارا سونا اور جاگنا ہے، اُسی طرح تمھارا مرنا اور اٹھنا ہے اور جس طرح تم میں سے کسی سونے والے کے دن کے اعمال سے خدا لاعلم نہیں ہوتا، اُسی طرح جب تم موت کی نیند سوؤ گے تو خدا تمھاری زندگی کے اعمال بھول نہیں جائے گا اور جس طرح تمھاری ہر شب کی نیند کے بعد صبح ہوتی ہے اور تم آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ بیٹھتے ہو، اُسی طرح موت کی نیند کے بعد قیامت کی صبح آئے گی اور تم ایسا محسوس کرو گے کہ یہ جو کچھ ہوا، سب صبح و شام کا قصہ ہے۔“ (تدبر قرآن ۳/۶۹)

۶ے اصل الفاظ ہیں: ’تَدۡعُوۡنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفۡیَةً‘۔ ’تَدۡعُوۡنَ‘ ’یُنَجِّیۡکُمۡ‘ کی ضمیر مفعول سے حال واقع ہوا

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.org

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوۡمُكَ وَهُوَ الۡحَقُّ قُلۡ لَّسۡتُ عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ
مُّسۡتَقَرٌّ، وَّسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿٦٧﴾

تمھاری قوم نے (اے پیغمبر، ہماری اِس وعید کو) جھٹلا دیا ہے، دراں حالیکہ یہ بالکل حقیقت ہے۔ اِن سے کہہ دو کہ میں تمھارے اوپر کوئی داروغہ نہیں بنایا گیا ہوں (کہ تمھیں ضرور ہی سمجھا دوں)۔ ہر بات کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ (اِس کے باوجود عذاب ہی مانگتے ہو تو) عنقریب یہ حقیقت تمھیں بھی معلوم ہو جائے گی۔ ٦٦-٦٧

ہے۔ہم نے ترجمہ اِسی کے لحاظ سے کیا ہے۔

٧٧؎ یہ اُن حقائق کی طرف متوجہ فرمایا ہے جو خدا کی توحید سے متعلق خود انسان کے اندر موجود ہیں۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org